Ataunnabi.com



## نواں مسئلہ

# توسُّل ونِدا

## احادیث کریمہ کی روشنی میں

**وسیلہ کی لغوی تشریح:** وسیلہ کے معنی ہیں ذریعہ، سببِ قرب، قربت، وہ چیز جس کے ذریعہ دوسرے کا قرب حاصل ہو، جو دوسرے تک رسائی کا سبب بنے۔ مسلمانوں کے عرف میں اس سے مراد ''اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ'' ہے خواہ وہ ذریعہ کوئی عملِ صالح ہو یا بندۂ صالح۔

لسان العرب میں ہے:

• والوَسِيلة: القُرْبة- ووَسَّل فلانٌ إِلى الله وسِيلةً: إِذا عَمِل عملاً تقرَّب به إِليه- والوَسِيلةُ: ما يُتَقرَّبُ به إِلى الغَيْر.(۱)

وَسِيلة: قربت، وَسَّل فلانٌ إِلى الله وسِيلةً. فلاں عملِ صالح کرکے اللہ کا مقرب ہوا۔

وَسِيلة: جس کے ذریعہ دوسرے کا تقرب حاصل ہو۔

• والذَّرِيْعَةُ: الوَسِيلةُ. والذَّرِيْعَةُ : السببُ إِلى الشَّيء، يُقال: فلانٌ ذَرِيعتي إِليك، أَي سَبَبي ووُصْلَتي الذي أَتسبَّبُ به إِليك. ثم جُعلتِ الذريعةُ مثلاً لِكل شيء أَدْنى من شيء وقَرَّب منه.(۲)

(۱) لسان العرب، ص: ۴۸۳۷، دار المعارف.
(۲) لسان العرب، ص: ۱۴۹۸، دار المعارف.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



ذريعة: وَسِيلة، شے تک رسائی کا سبب، کہاجاتا ہے: فلانٌ ذَرِيعتي إليك. فلاں تم تک رسائی کے لیے میرا سبب اور رابطہ ہے، پھر لفظ ذريعة کا استعمال ہر اس چیز کے لیے ہونے لگا جو کسی دوسری چیز سے قریب کردے۔

تاج العروس میں ہے:

الوَسيلَةُ: والسَّبَبُ إلى شيءٍ، يُقال: فلانٌ ذَريعَتي إليكَ: أي سببي ووُصْلَتي الّذي أَتَسَبَّبُ به إليكَ.(۱)

شے تک پہنچنے کا سبب، کہاجاتا ہے: "فلانٌ ذَريعَتي إليكَ" فلاں تمھارے پاس میری رسائی کا ذریعہ ورابطہ ہے۔

## ان امور پر سب کا اتفاق ہے کہ:

- بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالی سے کچھ مانگنا، اور اس کی بارگاہ میں دعا کرنا جائز ہے۔

ارشاد باری ہے:

"اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً"(۲)

**ترجمہ:** اپنے رب سے دعا کرو، گڑگڑاتے اور آہستہ۔

نیز ارشاد ربّانی ہے:

"اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" (۳)

**ترجمہ:** دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

- اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ عبادات، اذکار اور اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔
- یہ عقیدہ بھی اجماعی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی معبود ماننا، اور اس حیثیت سے اسے بارگاہِ الٰہی کا مقرب سمجھ کر وسیلہ بنانا شرک ہے جو عفو و مغفرت کے دائرے سے باہر ہے۔

لیکن اللہ کے کسی مقرب بندے - نبی، ولی، صالح - کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز ہے یا نہیں،

---

(۱) تاج العروس من جواهر القاموس، ج: ۲۱، ص: ۱۲، المجلس الوطني للثقافة والفنون.
(۲) القرآن الحكيم، سورة الأعراف: ۷، الآية: ۵۵.
(۳) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الآية: ۱۸۶.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



اس میں نزاع ہے۔

ہم اہل حق - اہل سنت و جماعت - کے نزدیک یہ جائز، بلکہ مندوب ہے، اور وہابیہ اسے بدترین بدعت اور شرک قرار دیتے ہیں۔

## محلِ نزاع

''مسلمِ صادق اپنے معبود برحق ''اللہُ الرحمٰن'' کی بارگاہ میں دعا کرے اور اس کے سب سے پیارے رسول محمد ﷺ یا دوسرے نبی یا رسول، یا صحابی یا ولیِ مقرب کو وسیلہ بنائے۔

یا مسلمِ صادق ان نفوس قدسیہ میں سے کسی کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنا کر ان سے دعا کرائے۔ پھر ان حضرات قدس سے قریب ہو کر انھیں وسیلہ بنائے یا دور رہ کر، اور ان کی حیات میں انھیں وسیلہ بنائے یا بعدِ وصال انھیں مظہرِ قدرتِ الٰہی سمجھ کر دور سے پکارے اور دعا کرائے یا نزدیک سے۔''

اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ سب جائز و درست ہے مگر وہابی ان میں سے اکثر کو شرک قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کے مذہب کی اہم کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی درج ذیل عبارات ناطق ہیں:

''پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے ... مگر یہی پکارنا ... اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''(۱)

اللہ کی بارگاہ میں اس کے جن مقربین کو وسیلہ بنایا جاتا ہے وہ وسیلہ بنانے والوں کے حق میں سفارشی اور وکیل ہوتے ہیں، اسے شرک کہنا فی الواقع انبیا اور اولیا سے توسّل کو شرک کہنا ہے۔

تو اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ انبیا اور اولیا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توسّل شرک ہے اور جو ایسا کرے وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔

اس عبارت میں ''پکارنے'' کو بھی شرک میں شمار کیا ہے۔ مگر ایک دوسرے مقام پر ''دور سے پکارنے'' کو شرک کہا ہے چناں چہ لکھتے ہیں:

''یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ ''یا

---

(۱) تقویۃ الإیمان، ص:۷، ۸، پہلا باب: ''توحید اور شرک کے بیان میں''، راشد کمپنی، دیوبند۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



حضرت، تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے"۔ اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ "ہم نے کچھ شرک نہیں کیا، اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی، بلکہ دعا کروائی ہے، سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے شرک ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جب ہی ان کو اس طرح پکارا۔"(۱)

اس عبارت میں صراحت ہے کہ:

بزرگوں سے دعا کرا سکتے ہیں مگر انھیں دور سے "دعا" کے لیے پکارنا شرک ہے۔

فرقہ وہابیہ کے پاس اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں نہ کتاب اللہ سے، نہ سنت رسول اللہ سے، نہ اجماع سے، نہ سلف وخلف سے۔ اور دلائل کے نام پر وہ جو کچھ بھی پیش کرتے ہیں وہ "محلِ نزاع" سے بالکل بیگانہ ہیں۔ "محلِ نزاع" کیا ہے:

"مسلم صادق کا نبی یا ولی کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا" اور ان دانش مندوں کے جتنے دلائل ہیں ان سب کا تعلق مشرکین اور ان کے باطل معبودوں سے ہے۔

- کہاں مسلمِ صادق ـــــ اور ـــــ کہاں مشرک۔
- کہاں مُقرّبانِ بارگاہ ـــــ اور ـــــ کہاں معبودانِ باطل۔

"شرک" کبھی معاف نہ ہوگا اس لیے مشرک کا کوئی وسیلہ اس کے کام نہیں آئے گا۔ اور جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے ہیں وہ شفیع نہ ہو سکیں گے۔

لیکن مسلم صادق کا وسیلہ انبیا واولیا ہیں اور وہ بارگاہ الٰہی میں ان کے شفیع ہیں۔ جو آیات مشرکین اور ان کے باطل معبودوں کے بارے میں ہیں وہ آیات یہ حضرات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، پھر سمجھتے ہیں کہ توحید کا حق ادا کر دیا۔

ہم یہاں سب سے پہلے انھی وہابی حضرات کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

## فرقۂ وہابیہ کے دلائل

**پہلی دلیل اور جواب:** امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی نے "توسُّل" کے شرک ہونے پر

---

(۱) تقوية الإيمان، ص:۲۰، ۲۱، الفصل الثاني في ردّ الإشراك في العلم، راشد کمپنی، دیوبند۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKREREZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



-جیسا کہ ابھی گزرا- یہ دلیل قائم کی ہے:

"پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے... مگر یہی پکارنا... اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا۔"

یہ بھی کہنا چاہیے تھا:

"ساتھ ہی وہ ان بتوں کو اپنا معبود جانتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔"

تاکہ یہ واضح ہو جاتا کہ ان کا اصل کفر و شرک بتوں کو معبود سمجھنا اور ان کی پوجا کرنا تھا، پھر ان کو معبود جان کر ان سے توسل بھی شرک ہوگا، اس لیے نہیں کہ اصل توسل شرک ہے، بلکہ اس لیے کہ بتوں کو معبود جاننا اور ان کی پوجا کرنا شرک ہے۔

کیا اس برے اعتقاد کے ساتھ کوئی اللہ تعالیٰ کو خالق اور رازق مانے تو وہ مشرک نہ ہوگا؟ ہوگا ضرور! مگر اس وجہ سے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خالق اور رازق مانتا ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ بتوں کو معبود جانتا ہے۔

کوئی شخص بتوں کو اپنا معبود مانے اور اس عقیدے کے ساتھ سیدنا محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانے تو کیا وہ مشرک نہ ہوگا؟ ہوگا اور ضرور ہوگا! مگر اس وجہ سے نہیں کہ وہ سیدنا محمد ﷺ کو "اللہ کا رسول" مانتا ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ بتوں کو معبود مانتا ہے۔

گفتگو نہ "مشرک" میں ہے، نہ بتوں کو وسیلہ بنانے میں، بلکہ گفتگو "مسلم صادق" میں ہے اور انبیا و اولیا کو وسیلہ بنانے میں۔

ہم کہتے ہیں مسلمِ صادق کا انبیا و اولیا کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور تم اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہو کہ "مشرک" کا اپنے بتوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے اس لیے مسلمان کا انبیا و اولیا کو وسیلہ بنانا بھی شرک ہوگا۔ ہے کوئی نسبت دعوی اور دلیل میں؟

اگر اس طرح کا استناد روا ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے اور تمھارے لیے ہر اچھی چیز کو برا کہنا آسان ہو جائے۔ مثلاً:

ہم کہیں گے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے ان کے لیے جنت ہے۔

اور تم کہو گے:

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



ہر گز نہیں مُشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اور پھر آیتوں پر آیتیں تلاوت کرنا شروع کر دو۔

اگر آپ ہمارا موقف نہیں سمجھ سکتے اور محلِ نزاع کو ذہن میں محفوظ نہیں رکھ سکتے تو پھر اس طرح کا لایعنی استدلال کرتے رہیں گے اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بتاتے رہیں گے۔ قارئین ایک بار پھر تقویۃ الایمان کی وہ "مشرک ساز" عبارت پڑھ لیں، پھر دیکھیں کہ دعوے اور دلیل میں اسی طرح کی بے ربطی ہے یا نہیں۔

وہابیوں کے پاس مسلمانوں کو مشرک بنانے کی دلیل یہی ہے کہ کفار و مشرکین کے عقیدۂ شرک سے مسلمانوں کے عقیدۂ اسلام پر حملہ کرتے ہیں اور "محلِ نزاع" سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔

**دوسری دلیل اور جواب:** یہ حضرات مسلمانوں کے عقیدۂ توسل کو شرک قرار دینے کے لیے کچھ آیات بھی پیش کرتے ہیں، آپ بھی ان کی تلاوت کیجیے۔

**(۲)** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (۱)

**ترجمہ:** "اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ کافر کے لیے کوئی سفارش مانی جائے، اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے، نہ ان کی مدد ہو۔"

اس آیت کریمہ کا تعلق کفار و مشرکین سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کفار مشرکین کا کوئی وسیلہ اور کوئی سفارش اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگی۔

**(۳)** دوسرے مقام پر ہے:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ (۲)

**ترجمہ:** جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے پیرووں سے، دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گے ان کے اسباب و تعلقات۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار و مشرکین کے بارے میں ہے:

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۴۸.

(۲) القرآن الحکیم، سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ:۱۶۶.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



''یہ روزِ قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنھوں نے انھیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے۔''
(خزائن العرفان)

**(۴)** ارشادِ ربانی ہے:

قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ فَلَا یَمۡلِکُوۡنَ کَشۡفَ الضُّرِّ عَنۡکُمۡ وَ لَا تَحۡوِیۡلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الۡوَسِیۡلَۃَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ وَ یَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَہٗ وَ یَخَافُوۡنَ عَذَابَہٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ کَانَ مَحۡذُوۡرًا ﴿۵۷﴾ (۱)

**ترجمہ:** آپ کہہ دیجیے کہ تم ان کو پکارو جنھیں اللہ کے سوا تم نے اپنا معبود سمجھ رکھا ہے، وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے، نہ پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

ان آیات کا تعلق بھی کفار و مشرکین سے ہی ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کو پوجتے ہیں۔

**(۵)** اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرکے فرماتا ہے:

قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۚ لَا یَمۡلِکُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا لَہُمۡ فِیۡہِمَا مِنۡ شِرۡکٍ وَّ مَا لَہٗ مِنۡہُمۡ مِّنۡ ظَہِیۡرٍ ﴿۲۲﴾ (۲)

**ترجمہ:** ''اے نبی! آپ مشرکوں سے کہیے کہ تم انھیں پکارو جنھیں تم اللہ کے سوا معبود بنا بیٹھے ہو وہ تو ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ، اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار و مشرکین کے بارے میں ہے۔

اس مقام پر وہابی علما اپنے امام، علامہ ابن القیم کی ایک عبارت سے بھی استناد کرتے ہیں جو انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں لکھی ہے، وہ عبارت یہ ہے:

''وقد قطع الله تعالى كُلَّ الأسباب التي تعلَّق بها المشركون جميعا، ... فالمشرك

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة الإسراء: ۱۷، الآية: ۵۶، ۵۷.
(۲) القرآن الحكيم، سورة سبا: ۳۴، الآية: ۲۲.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



إنما يتخذ معبوده لما يعتقد أنه يحصل له به من النفع، والنفعُ لا يكون إلا مَن فيه خصلة من هذه الأربع:

● إمّا مالك لما يريد عابده منه، ● فإن لم يكن مالكا كان شريكا للمالك، ● فإن لم يكن شريكا له كان مُعينا له وظهيرا، ● فإن لم يكن مُعينا ولا ظهيرا كان شفيعا عنده.

فنفى الله سبحانَه المراتبَ الأربع نفيا مترتبا، متنقلا من الأعلى إلى ما دونه، فنفى الملك، والشركة، والمظاهرة، والشفاعة التي يظُنُّها المشرك، وأثبت شفاعة لا نصيب فيها لمشرك، وهي الشَّفاعةُ بإذنه. فكفى بهذه الآية نورا، وبرهانا . . . وقطعا لأصول الشرك ومواده لمن عقلها، والقرآنُ مملوء من أمثالها ونظائرها."[1]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ:

مشرکین نے اللہ کے سوا جن کو اپنا معبود بنایا ہے انھیں اپنا "نافع" اعتقاد کرکے معبود بنایا ہے، اور "نافع" چار طرح کے افراد ہو سکتے ہیں:

● یا تو وہ اس چیز کا مالک ہو جو مشرک اس سے چاہتا ہے۔
● یا وہ مالک کا شریک ہو کہ وہ بھی کچھ دے سکتا ہے۔
● یا وہ مالک کا معین و مددگار ہو۔
● یا وہ مالک سے سفارش کر سکتا ہو۔

ترتیب وار یہ چار مراتب ہیں، ان میں ہر پہلا مرتبہ دوسرے سے اعلیٰ ہے اور ہر دوسرا مرتبہ پہلے سے ادنیٰ وکمتر۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں نفع رسانی کے چاروں مراتب کو مسترد کر دیا ہے اور مشرک جن بنیادوں پر غیر اللہ کو اپنا معبود بناتا ہے ان تمام بنیادوں کو ڈھا دیا ہے کہ وہ معبود باطل نہ کسی چیز کا مالک ہے، نہ شریک، نہ معین و مددگار، نہ شفیع وسفارشی، تو یہ آیتِ کریمہ عقل والوں کے نزدیک شرک کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے۔

---

(١) ● الضوء المنير على التفسير لابن القيم الجوزية، ج:٥، ص:٨٢، ٨٣، مؤسّسة النور للطباعة والتجليد.
● بدائع التفسير، الجامع لما فسّره الإمام ابن القيم الجوزية، ج:٢، ص: ٣٤١، دار ابن الجوزى للنشر والتوزيع.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



ان الفاظ پر ایک بار پھر نگاہ ڈالیے:

● فنفى . . . الشفاعة التي يظنُّها المشرك.

مشرک اپنے معبود باطل سے جس شفاعت (یا وسیلے) کا اعتقاد رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی نفی فرمادی۔

● وأثبت شفاعة لا نصيب فيها لمشرك وهي الشفاعة بإذنه.

ہاں! اللہ تعالیٰ نے ایک شفاعت برقرار رکھی ہے، اور وہ "شفاعت بالاِذن" ہے (جو انبیا و اولیا مسلمانوں کے لیے کریں گے) اس میں کسی مشرک کے لیے کوئی حصہ نہیں۔

قطعاً لِأُصول الشّرك ومواده لِمَنْ عَقَلها.

● یہ آیت کریمہ ارباب عقل کے نزدیک شرک کی جڑیں کاٹنے کے لیے کافی ہے۔

الغرض چاروں آیات اور وہابیوں کے امام ابن القیم کی تفسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین کے لیے اللہ کی بارگاہ میں کوئی وسیلہ اور شفیع نہیں ہے اور خدا کے سوا جن کو وہ پوجتے ہیں وہ ان کے کسی کام نہ آئیں گے۔ نہ ان کی شفاعت کریں گے نہ کوئی مدد۔ ان آیات کا تعلق مومنوں سے نہیں ہے مگر یہ بات عقل والے سمجھتے ہیں لِمَنْ عَقَلَهَا .

پھر ان نصوص سے یہ استدلال کیوں کر بجا ہوا کہ مسلمانوں کا اللہ کی بارگاہ میں کوئی وسیلہ و شفیع نہ ہوگا۔ یہ وہابی دانشوروں کا عجب استدلال ہے "مارے گھُٹنا پھوٹے سر"۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ کوئی ایسی محکم، غیر مئول آیت پیش کیجیے، جس سے یہ ثابت ہے کہ مسلم کامل انبیا و اولیا کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔

"فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا اللهَ' وكونوا مع الصادقين."

## دلائلِ اہلِ سنت

علماے اہل سنت نے توسّل کے جواز پر کتاب و سنت سے دلائل قائم کیے ہیں، ہم چند دلائل یہاں قلم بند کرتے ہیں:

### آیات سے توسل کا ثبوت:

1. يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾ (١)

---

(١) القرآن الحكيم، سورة المائدة: ٥، الأية: ٣٥.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



**ترجمہ:** اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو (جس کی بدولت تمھیں اس کا قرب حاصل ہو) اور اس کی راہ میں کوشش کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اعمالِ صالحہ کو وسیلہ بنانا جائز ہے جیسا کہ آیت کریمہ: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ (۱) [اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو۔] اور حدیث غار (۲) سے عیاں ہے۔

مقبول بارگاہ الٰہی کی ذاتِ شریف کو وسیلہ بنانے میں اختلاف ہے فرقہ وہابیہ اس کو شرک کہتا ہے اور ہم اہل سنت و جماعت اس کے بھی جواز و استحسان کے قائل ہیں۔

ہمارا استناد اس آیت کریمہ سے اس طرح ہے کہ وسیلہ طلب کرنے کا حکم تقویٰ کے بعد ہے، تقویٰ کے تحت تمام اعمال صالحہ کی بجا آوری اور برے کاموں سے بچنا داخل ہے، اس لیے طلب وسیلہ سے اعمال صالحہ کی بجا آوری مراد نہ ہوگی بلکہ مقربین کو وسیلہ بنانا مراد ہوگا۔ مخالفین جو وسیلہ سے اعمال صالحہ مراد لیتے ہیں ان سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال صالحہ مقبول ہیں یا نہیں، یہ ہمیں نہیں

---

(۱) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الأية: ۱۵۳.

(۲) صحيح البخاري، ج:۱، ص: ۲۹۴، ۲۹۵، كتاب البيوع/ باب إذا اشترى شيئا لغيره بغير إذنه فرضي، مجلس البركات.

**حدیث غار:** حدیث غار ایک طویل حدیث ہے جس کا انتخاب بقدر ضرورت یہ ہے:

إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتَّى أَوَوُا الْمَبِيتَ إِلَى غَارٍ فَدَخَلُوهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوا إِنَّهُ لَا يُنْجِيكُمْ مِنْ هَذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ...

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا کہ پہلے زمانے کے تین شخص کہیں جا رہے تھے، سونے کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے، اس میں یہ تینوں شخص داخل ہو گئے، پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے گری جس نے غار کو بند کر دیا، انھوں نے کہا: اب اس سے نجات کی، سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ تم اپنے عمل صالح کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرو ۔۔۔

پھر ایک نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا، اور دوسرے نے اپنی چچازاد بہن کو مالی تعاون کا، اور تیسرے نے اپنے ایک مزدور کو اجرت سے بہت زیادہ عطا کرنے کا ذکر کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ. الٰہی! اگر یہ کام میں نے تیری رضا کے لیے کیا ہے تو یہ چٹان ہٹا دے۔ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوا يَمْشُونَ. وہ چٹان ہٹ گئی اور یہ تینوں اس غار سے نکل کر چلے گئے۔ (التقاط از صحیح البخاری، ج:۱، ص:۳۰۲، ۳۰۳، باب من استاجر أجيرا فترك أجره، مجلس البرکات)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



معلوم، پھر بھی ان سے توسّل جائز ہے اور حضرات انبیاے کرام و مرسلین عظام علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو ضرور مقبولِ بارگاہ خداوندی ہیں تو ان سے توسل بدرجہ اَولیٰ جائز ہے۔ اعمالِ صالحہ اسی وقت تقرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں جب وہ مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہوں اور انبیا اور اولیا کی یہ مقدس جماعت یقیناً مقبولِ بارگاہ ہے اس لیے یہ حضرات ضرور تقرب کا ذریعہ بنیں گے۔

(۲) وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (۱)

**ترجمہ:** اور اے محبوب! جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں، اگر وہ آپ کے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لیے مغفرت طلب کریں تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں۔

ظالم و معصیت کار جہاں سے بھی اللہ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کریں اللہ سے کرم کی امید ہے مگر ”آپ کے حضور حاضر ہوں“ فرماکر ”حاضرِ بارگاہِ رسالت“ ہونے کی رہنمائی فرمائی گئی تاکہ رسول اللہ ان کا وسیلہ بن کر بارگاہِ الٰہی میں ان کے لیے شفاعت فرمائیں تو اللہ ضرور ان کی توبہ قبول کرکے ان پر رحم فرمائے گا۔ مجرمین کا بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا ”آپ کی ذاتِ اقدس سے توسّل“ کے لیے ہے اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا ان کے حق میں استغفار شفاعت ہے۔

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے توسّل جائز و مطلوب و مندوب ہے، یہ الگ بات ہے کہ یہ توسّل سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے دعا کرانے کے لیے ہے۔

## احادیث سے توسّل کا ثبوت:

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، كَانَ - إِذَا قُحِطُوا - اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا- قَالَ: فَيُسْقَوْنَ.(۲)

(۱) القرآن الحكيم، سورة النساء: ٤، الآية: ٦٤.

(۲) ● صحيح البخاري، ج: ١، ١٣٧، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء.

● و- ص: ٥٢٦، كتاب المناقب/ ذكر عباس بن عبد المطلب، مجلس البركات، مبارك فور.

MUHAMMAD RIZWAN (IKRERAZA25)

Ataunnabi.com



**ترجمہ:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش برسنے کی دعا مانگتے۔ آپ عرض کرتے:

"اے اللہ! ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے تھے اور تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں تو ہم پر بارش برسا دے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ: پھر بارش برسنے لگتی تھی۔

اس حدیث کے الفاظ

- اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ .　　(عباس کے وسیلے سے بارش برسنے کی دعا کرتے)
- كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا.　　(ہم تیری بارگاہ میں نبی کو وسیلہ بناتے تھے)
- إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا. (ہم اپنے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں۔)

سے بہت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ محبوبانِ خدا بالخصوص حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ شریفہ سے توسّل جائز ہے اور وسیلے کی برکت سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔

حدیث کے کلمات "بِعَمِّ نَبِيِّنَا" سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مبارکہ سے صحابہ کرام کا توسّل سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربِ خاص اور قرابت داری کی بنا پر تھا جو بارگاہِ الٰہی میں جلد قبولیت کا باعث تھا، اس حیثیت سے ان سے توسّل گویا سرکار ابد قرار سے ہی توسّل تھا۔

اسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر دو باتوں کا افادہ فرمایا:

ایک: یہ کہ غیر نبی کو بھی وسیلہ بنانا جائز ہے جب کہ وہ صالح ہو اور قربِ خداوندی کے منصب پر فائز ہو۔

دوسرے: یہ کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت نسبی کی وجہ سے یہ توسّل گویا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی توسّل ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی ولی اللہ اور صاحبِ کرامت صحابی جلیل تھے، اور بارگاہ الٰہی کے ایسے مقرب خاص جن کی زبان سے صادر شدہ کلماتِ بابرکات کی موافقت میں اللہ عزّوجل نے آیات قرآنی نازل فرمائیں، اس لیے ان کی دعا بے اثر نہ ہوتی مگر وہ خود دعا فرماتے تو یہ افادات نہ حاصل ہوتے اور ممکن ہے قبولیت میں وہ سرعتِ اثر نہ ہوتی جو وہ چاہتے تھے۔ اس لیے انھوں نے عم نبی

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



مکرم کے وسیلے سے دعا فرمائی۔

علاوہ ازیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد وصال توسّل کے بارے میں حدیث آگے آ رہی ہے۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ
ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ.(۱)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا، وہ ابوطالب کا یہ شعر گنگنا رہے تھے:

”حضور گورے رنگ والے ہیں، آپ کے روئے زیبا کے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے،
آپ یتیموں کے سہارا اور بیواؤں کو پناہ دینے والے ہیں“

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روئے زیبا کو وسیلہ بنا کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا آپ کی ذاتِ شریف سے توسّل ہے تو یہ حدیث ذاتِ نبی سے توسّل کی دلیل ہے۔

(۳) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ ، أَنَّ رَجُلاً ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فَقَالَ : أُدْعُ اللهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ : إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ۔ فَقَالَ: ادْعُهْ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ : ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى ، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.“ (۲)

**ترجمہ:** حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ حضور، میرے لیے خدائے کریم سے عافیت کی دعا مانگیے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اگر چاہو تو ابھی یہ دعا نہ مانگوں اور یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اور اگر چاہو تو ابھی دعا کر دوں؟

---

(۱) صحيح البخاري ، ج: ۱، ص:۱۳۷، أبواب الاستسقاء / باب سؤال النّاس الإمام الاستسقاءَ، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) سنن ابن ماجه، ص: ۷۹۹، باب ما جاء في صلاة الحاجة.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



اس نے عرض کیا: حضور! دعا فرما دیجیے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرو، اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

**”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی ﷺ کے وسیلے سے، یا رسولَ اللہ! میں نے آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت کے سلسلے میں اپنے رب کی طرف توجہ کی تاکہ یہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ! حضور ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔“**

اب اس حدیث کے کلمات پر غور فرمائیے:

**(الف)** ”نابینا صحابی حاضرِ خدمت ہوئے اور بینائی کے لیے دعا کی درخواست کی“ یہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے توسّل ہے تاکہ آپ اُن کی بینائی کے لیے دعا فرما دیں۔

**(ب)** ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، رحمت والے نبی کے وسیلے سے“ نابینا صحابی نے ان کلمات کے ذریعہ حضور کی ذات کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا کر خود دعا کی ہے۔

**(ج)** ”یا رسول اللہ میں نے آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی“ یہ رسول اللہ ﷺ کو دور سے غائبانہ پکارنا بھی ہے۔ اور آپ کی ذاتِ شریف کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں دعا بھی۔

ان دونوں صورتوں میں سرور کونین ﷺ کی ذاتِ شریف کو نابینا صحابی نے اپنی دعا کی مقبولیت کے لیے وسیلہ بنایا ہے۔ یعنی ”ذاتِ نبی“ سے توسّل تینوں صورتوں میں ہے، فرق یہ ہے کہ پہلی صورت (الف) میں سرکار کی ذات کو وسیلہ بنایا گیا ہے خود سرکار سے دعا کرانے کے لیے۔ اور دوسری اور تیسری (ب وج) صورتوں میں ”ذاتِ اقدس کو وسیلہ بنایا گیا ہے اپنی دعا کی قبولیت کے لیے۔

**(د)** ”اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ، اے اللہ میرے حق میں حضور کی سفارش کو قبول فرما۔“ اس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے نابینا صحابی کے لیے سفارش فرمائی تھی، بہ لفظ دیگر دعائے شفا فرمائی تھی، اور یہ حق ہے کیوں کہ نابینا نے حضور سے دعا کی درخواست کی تھی اور سرکار نے یہ درخواست منظور بھی فرمائی تھی اس لیے نابینا صحابی نے اپنی دعا میں اسے ذکر فرمایا:

تو اس کو بنیاد بنا کر پوری حدیث کو ”توسّل بالدّعا“ پر محمول کرنا بیجا ہے۔ کیوں کہ ”ب“ اور



For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRRAZA25)

Ataunnabi.com



"ج" دو صورتوں میں تو اپنی دعا کی قبولیت کے لیے ذات انور کو ضرور وسیلہ بنایا گیا ہے۔ پھر جیسا کہ راقم سطور نے وضاحت سے بیان کیا یہاں "توسّل بالدّعا" میں بھی ذات نبی سے توسل ہے کہ دعا کرانے کے لیے آپ کی ذات کو وسیلہ بنایا۔ اب وہابی مجتہدین اپنے مخصوص عقیدے سے اس حدیث پاک کا موازنہ کر کے خود فیصلہ کریں کہ یہ سب کچھ شرک ہے یا اس میں کہیں ایمان کی کچھ رمق بھی ہے؟

یہ حدیث صحیحین میں نہیں ہے لیکن صحیحین کی شرط پر صحیح ہے چناں چہ ● حافظ ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشَّيخين ولم يخرِّجا.(۱)

**ترجمہ:** یہ حدیث شیخین (امام بخاری وامام مسلم) کی شرط پر صحیح ہے، اور ان حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

● امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی "على شرطِهما" لکھ کر اس کو برقرار رکھا۔

● اور جامع الترمذی میں ہے:

قال أبو عيسى: هذا حديث حسنٌ، صحيح، غريب.(۲)

ترجمہ: امام ابو عیسیٰ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن، صحیح، غریب ہے۔

● امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی نے یہ حدیث تخریج کر کے لکھا:

هذا لفظ حديث العباس، زاد محمد بن يونس في روايته، قال: فقام وقد أبصر، ورَوَيناهُ في كتاب الدّعوات بإسنادٍ صحيحٍ عن روح بن عبادة، عن شعبة ففعل الرجلُ، فبرأ.(۳)

ترجمہ: محمد بن یونس کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ وہ نابینا دعا کے بعد بینا ہو کر کھڑے ہوئے، ہم نے یہ حدیث کتابُ الدّعوات میں اسناد صحیح سے روح بن عُبادہ سے بروایتِ شعبہ روایت کی

---

(۱) اَلمستدرك مع التلخيص للذهبي، ج:۱، ص:۳۱۳، كتاب صلاةِ التطوع/ دعاءُ ردِّ البصر، دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) جامع الترمذي، ج:۲، ص:۱۹۷، أبواب الدّعوات/ باب في انتظار الفرج وغير ذلك، مجلس البركات، مبارك فور.

(۳) دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة/ السفر السادس، ص: ۱۶۶، ۱۶۷/ باب ما في تعليمه الضرير ما كان فيه شفاءه، دار الكتب العلمية، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



ہے اس کے الفاظ ہیں کہ

"نابینا نے تعلیم نبوی کے مطابق عمل کیا تو شفایاب ہوگئے۔"

● امام منذری فرماتے ہیں:

رواه الترمذي وقال: حديثٌ صحيحٌ، غريبٌ. والنَّسائي وابنُ خزيمة في صحيحه والحاكم فقال: صحيحٌ على شرطِ البخاري ومسلم.(۱)

☆ اس حدیث میں حاجت کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ندا بھی ہے اور آپ سے توسّل والتجا بھی۔

☆ پھر یہ ندا و توسّل نابینا صحابی نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، بلکہ حضور سید عالم ﷺ نے انھیں یہ طریقہ تعلیم فرمایا۔

☆ نابینا صحابی نے یہ نماز حضور ﷺ کے سامنے نہ پڑھی، بلکہ مسجد میں جاکر پڑھی، پھر حضور کی بارگاہ میں بینا ہوکر حاضر ہوئے، جیسا کہ آنے والی حدیث (۴) کے الفاظ "ثُمّ إئتِ المسجدَ فصلّ فيه ركعتين" شہادت دیتے ہیں۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ نابینا صحابی نے سرکار کی تعلیم فرمائی ہوئی دعا مسجد میں نماز کے بعد کی، تو بارگاہِ الٰہی میں نابینا کی دعا اور حضور کو ندا اور آپ سے التجا سب آپ کے غائبانہ میں ہوئی اور یہ وہابی مذہب میں شرک ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ شرک کی تعلیم دینے کے لیے مبعوث ہوئے تھے؟

## (۴) رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد توسّل کا ثبوت:

عَنْ أبي أمامة بن سهل بن حُنَيف عن عمِّهِ عثمان بن حُنَيف -رضي الله تعالى عنه- أن رجلا كان يختلف إلى عثمان بن عفان -رضي الله تعالى عنه- في حاجة، فكان عثمانُ لا يلتفت إليه ولا ينظر في حاجته فلقي عثمانَ بن حُنَيف فشكى ذلك إليه، فقال له عثمانُ بن حُنيف: إئتِ الميضأة فتوضأ، ثم ائتِ المسجد، فصلِ فيه ركعتين، ثم قل: "اللّٰهُمَّ إني أسألك وأتوجّه إليكَ بنبيّنا محمّد صلّى الله عليه وسلَّمَ نبيّ الرحمة، يا محمدُ، إني أتوجّه بك إلى ربي، فيُقضىٰ لي حاجتي".

---

(۱) ● الترغيب والترهيب، ج:۱،ص: ۳۱۰، كتاب النوافل/ الترغيب في صلاة الحاجة، مكتبة المعارف، الرياض.

● وہابیوں کے امام البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح لکھا ہے (مصدر سابق)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



وتذكر حاجتك ورُح إليَّ حتى أروح معك، فانطلق الرجلُ فصنع ما قال له، ثم أتى بَابَ عثمان بن عفان -رضي الله تعالى عنه- فجاء البوَّاب، حتى أخذ بيدهٖ فأدخله، عثمان بن عفان -رضي الله تعالى عنه- فأجلسه معه على الطنفسة، فقال: حاجتك؟ فذكر حاجته فقضاها له، ثم قال له: ما ذكرت حاجتك، حتى كانت هذه السَّاعة وقال: ما كانت لك من حاجة فَاذكرها،

ثم إن الرجل خرج من عنده فلقي عثمان بنَ حُنيف، فقال له: جزاكَ اللهُ خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت إليَّ حتى كلَّمته فيَّ.

فقال عثمان بن حُنيف: والله ما كلَّمتُه ولكنّي شهدت رسولَ الله -صلى الله عليه وآله وسلم-، وأتاه رجل ضرير، فشكى إليه ذهابَ بصره، فقال له النَّبيُّ صلىِ الله عليه وآله وسلم: أفتصبر فقال: يا رسولَ الله ليس لي قائد وقد شقَّ عليَّ.

فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم: إئت الميضأة، فتوضأ، ثم صلِّ ركعتين ثم ادعُ بهذه الدعوات.

قال ابنُ حُنيف: فوالله ما تفرَّقنا وطال بنا الحديث، حتى دخل علينا الرجل كأنه لم يكن به ضرر قط.[۱]

ترجمہ: ابو امامہ بن سہل بن حُنیف سے روایت ہے کہ ان کے چچا حضرت عثمان بن حُنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا کہ ایک شخص امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دربار میں اپنی کسی ضرورت سے جاتا، آتا رہتا تھا اور حضرت امیر المومنین اس کی طرف نہ توجہ فرماتے، نہ اس کی ضرورت پر نظر فرماتے تو وہ شخص حضرت عثمان بن حُنیف سے ملا اور ان سے اس بات کی شکایت کی۔ تو حضرت عثمان بن حُنیف نے فرمایا کہ وضو خانے پر جاکر وضو کرو، پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یوں عرض کرو:

**"اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی -نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسولَ اللہ! بے شک میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔"**

(۱) المعجم الصغير للإمام الطبراني، ص: ۱۸۳، ۱۸٤، باب الطاء ، مَن اسمه الطاهر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



اس کے بعد اپنی حاجت ذکر کرو۔ پھر شام کو میرے پاس آنا، تو میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گا۔ اس شخص نے وضو ونماز کے بعد بارگاہِ الٰہی میں دعا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ندا والتجا کی۔ پھر حضرت امیر المومنین کے دروازے پر گیا تو دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان بن عفان کی خدمت میں لے گیا، اور آپ نے اسے اپنی مسند پر بٹھا کر پوچھا کہ کیا کام ہے؟ اس شخص نے اپنی حاجت بتائی تو حضرت امیر المومنین نے فوراً اس کی حاجت پوری کر دی، پھر فرمایا، اتنے دنوں میں تم نے اب اپنی حاجت بیان کی، آیندہ تمھیں جب کوئی حاجت پیش آئے تو آکر بتا دینا۔ (حاجت روائی کر دی جائے گی)

وہ آدمی حضرت امیر المومنین کے پاس سے رخصت ہو کر حضرت عثمان بن حُنیف کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے، امیر المومنین میری حاجت پر نظر نہ فرماتے تھے، نہ میری طرف نگہ التفات فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے میرے بارے میں ان سے سفارش فرمائی۔

تو عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں نے تو امیرُ المومنین سے کچھ بھی نہیں کہا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ کے پاس ایک نابینا صحابی آئے اور اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر کرو۔ تو وہ کہنے لگے، حضور، مجھے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے اور یہ میرے لیے شاق ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کی جگہ جا کر وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، اور یہ دعا کرو۔ حضرت عثمان بن حُنیف نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، ہم لوگ ابھی وہاں سے ہٹے بھی نہیں تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ آدمی ہمارے پاس بینا ہو کر آگیا جیسے اسے کبھی آنکھوں میں تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

یہ حدیث صحیح ہے چناں چہ امام حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی اس حدیث کی متعدّد سندیں ذکر کر کے لکھتے ہیں:

والحديث صحيح.(۱) یہ حدیث صحیح ہے۔

امام حافظ عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (۵۸۱-۶۵۶) لکھتے ہیں:

"قال الطبراني بعد ذكر طُرُقه: والحديثُ صحيح."(۲)

**ترجمہ:** امام طبرانی نے اس حدیث کے طُرق ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

---

(۱) المصدر السابق.

(۲) الترغيب والترهيب، ج:۱، ص: ۳۱۰، كتاب النوافل/ الترغيب في صلاة الحاجة ودعائها، مكتبة المعارف، الرياض.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



امام منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ائمہ نقد و تنقیح سے ہیں۔ انھوں نے اس تصحیح کو مسلّم و برقرار رکھا۔

حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسول ہیں، بارگاہِ رسالت سے براہ راست تعلیم و تربیت پائی ہے، احادیث نبویہ کے مفاہیم و مقاصد عالیہ پر گہری نظر رکھتے تھے انھوں نے عہد عثمانی کے ایک حاجت مند کو حاجت برآری کے لیے وہی دعا تعلیم فرمائی جو سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ایک نابینا صحابیِ کو تعلیم فرمائی تھی۔ اور اس دعا میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لفظ ''یا'' سے ندا بھی ہے، اور آپ سے ''التجا'' بھی، اور بارگاہ الٰہی میں آپ کی ذات شریف سے ''توسّل'' بھی۔ الغرض وہ چاروں صورتیں یہاں بھی ذاتِ رسالت سے توسل کی پائی جاتی ہیں جو حدیث (۴) میں وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔

فرق یہ ہے کہ حدیث (۴) میں ذات رسالت سے توسل کی چاروں صورتیں حضور کی حیات ظاہری سے متعلق ہیں اور اس حدیث میں توسّل کی چاروں صورتیں سرکار کے وصال کے بہت بعد پائی گئی ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیِ رسول حضرت عثمان بن حُنیف یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کی حیات ظاہری میں بھی ندا اور التجا و توسّل جائز ہے اور بعد وصال بھی۔ اسی لیے تو خلافت عثمانی میں انھوں نے ایک حاجت مند کو وہ دعا تعلیم فرمائی۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ توسّل اس قدر پسند آیا کہ فوراً ان کی دعا قبول فرمالی، اور حضرت عثمان تک ان کی رسائی بھی آسان ہوگئی، اور ان کی حاجت بھی پوری ہوگئی، بلکہ آیندہ کے لیے حاجت روائی کی بشارت بھی مل گئی۔

کیا خیر القرون میں یہ سب شرک کا کاروبار ہو رہا تھا، کیا حضرت عثمان بن حُنیف نے شرک کی تعلیم دی تھی، اور کیا اس بندۂ خدا نے اپنی حاجت کے لیے شرک کا کام کیا تھا، وہ صحابی نہیں، تو تابعی ضرور تھے جو ایک قول پر ''وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ''(۱) کے اعزاز سے مشرف تھے۔ اس لیے ندا و توسّل کو شرک قرار دینا احادیث صحیحہ، سلفِ صالحین کے عمل اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف ہے۔

⑤ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ التوبۃ:۹، الآیۃ:۱۰۰.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



التُّكْرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ :

قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ : انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لاَ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ.

قَالَ : فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ , فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ.(۱)

**ترجمہ:** حضرت اَوس بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اہل مدینہ شدید قحط سے دوچار ہوگئے تو انھوں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی (تاکہ وہ دعا کریں یا کوئی تدبیر بتائیں)

انھوں نے فرمایا: آپ لوگ نبی کریم ﷺ کی قبر انور دیکھیں اور اس کی چھت میں آسمان کی طرف متعدّد مقامات پر سوراخ کردیں تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔

اوس بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اہل مدینہ نے قبر مبارک کی چھت کھول دی تو خوب بارش ہوئی، زمین پر (ہر طرف) سبزے اُگ آئے، اونٹ فربہ ہوگئے اور ان کے بدن پر چربی چڑھ گئی۔ اور (چربی کی کثرت کی وجہ سے) اس سال کا نام "چربی کا سال" رکھ دیا گیا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ:

**(الف)** اہل مدینہ نے حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم پر حضور رحمتِ عالم، محبوب ربِ اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو بارگاہِ الٰہی میں "وسیلے" کے طور پر پیش کیا اور زبانِ حال سے گویا یہ التجا کردی کہ پروردگارِ عالم یہ تیرے پیارے رسول ہیں جنھیں تو نے رحمۃ للعالمین بنایا، ہم انھی کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے اور بارانِ رحمت کے نزول کی امید رکھتے ہیں۔

یہاں نماز، روزہ، حج وغیرہ طاعات و عبادات کے وسیلے سے دعا نہیں کی گی ہے بلکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان سے چھت کا حجاب ہٹا کر یہ ظاہر کردیا گیا ہے کہ الٰہ العالمین ہم بے سہاروں کے پاس تیری بارگاہ تک رسائی کے لیے جو سب سے محبوب اور مقبول ذریعہ ہے وہ مصطفیٰ جان رحمت ہیں۔ ﷺ اب وہ ہیں، ان کی قبر شریف ہے اور تیرا فیضانِ کرم۔

یہ بلا شبہہ "ذاتِ شریف" سے توسّل ہے اور وہ بھی وصال کے بعد۔

---

(۱) مسند الدارمي المعروف بـ سنن الدارمي، ج:۱،ص: ۲۲۷، باب ما أكرَمَ اللہ تعالىٰ نبيه، بعد موته ﷺ ، رقم الحديث: ۹۳.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



**(ب)** محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ تشریح کی ہے:

وسبب رفع حجاب میان، قبر شریف وآسمان، آں باشد کہ این طلبِ شفاعت است از قبر شریف زیراکہ در حیات آں حضرت استسقا کردند بذات شریف، وچوں ذاتِ شریف وے در پردہ شد امر کردہ عائشہ کہ کشف کردہ شود قبر شریف تا باراں ببارد، گویا استسقا کردند بقبر، ودر حقیقت استسقا واستشفاع است بذاتِ شریف وے، وکشفِ قبر مبالغہ است در آں۔[1]

**ترجمہ:** قبر شریف اور آسمان سے حجاب ہٹانے کا سبب یہ ہے کہ یہ قبر شریف سے طلبِ شفاعت ہے کیوں کہ آں حضرت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں اہل مدینہ آپ کی ذات شریف سے بارش کے لیے درخواست کرتے تھے اور جب آپ پردہ فرما گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے قبر شریف کھولنے کا حکم دیا تاکہ بارش ہو تو یہ بظاہر قبر شریف کو بارش کے لیے وسیلہ بنانا ہوا۔ اور حقیقت میں یہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات شریف سے التجا ہے کہ آپ بارگاہ الٰہی میں بارش کے لیے سفارش کر دیں، دعا فرمائیں اور قبر انور سے حجاب ہٹانا مبالغہ کے لیے ہے۔

اس تشریح کے مطابق اہل مدینہ نے کشفِ حجاب کر کے ذاتِ اقدس کو وسیلہ بنایا تاکہ آپ بارگاہ الٰہی میں بارانِ رحمت کے لیے دعا فرمائیں اور سفارش کریں۔

پہلی تشریح (الف) میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریف دلالتِ حال کے بطور وسیلہ بن رہی ہے نزول رحمت وفیضان کرم کے لیے۔

اور دوسری تشریح (ب) پر ذات شریف کو گویا وسیلہ بنایا گیا ہے بارگاہِ الٰہی میں نزول رحمت کی سفارش ودعا کے لیے۔

اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ سرکار وصال کے بعد دوبارہ زندہ فرما دیے گئے اور آپ کی بارگاہ میں امت کے احوال پیش ہوتے ہیں۔ دوسری توجیہ زیادہ مناسب ہے اور پہلی تشریح بھی بجا ہے۔ اور دونوں ہی صورتوں میں آپ کے وصال کے بعد آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔

اب وہابی حضرات کو اختیار ہے کہ جو تشریح چاہیں پسند فرمائیں ہم تو بس اتنا ہی عرض کر سکتے ہیں کہ آپ اپنا مخصوص عقیدہ قبول حدیث کی راہ میں حائل نہ ہونے دیں۔

---

(۱) ☆ اشِعّۃ اللمعات، ج:٤، ص:۳۲۹، کتاب الفضائل والشمائل / باب الکرامات / الفصل الثاني.
☆ لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۹، ص: ۵۱۹، ۵۲۰، کتاب الفضائل والشمائل / باب الکرامات / الفصل الثاني، دار النوادر.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



اس حدیث پر امام ابن حبان نے اپنی معلومات کی بنا پر کچھ کلام کیا ہے اور بعد میں محدثِ وہابیہ شیخ البانی نے بھی وہی روش اپنائی مگر حق یہ ہے کہ ان کو حقیقت حال کا علم نہ ہوسکا، اور صحیح یہ ہے کہ اس حدیث کے رجال قوی، قابل حجت ہیں اس کی تحقیق امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی ہے۔ اور فتح المنان شرح دارمی کے انکشافات سے بھی یہ عیاں ہے۔ (١)

---

(١) قوله: ''حدثنا أبو النعمان'':

هو محمدُ بن الفضل السدوسي الملقب بعارم، أحدُ مشايخ الإسلام المتفق على الاحتجاج بهم، وحديثه في الكتب الستة، تقدمت ترجمته في حديث رقم ٢٧.

وأما قول الشيخ الألباني ''بأنه اختلط في آخر عمره، ولا يدرى هل سمع منه الدارمي قبل الاختلاط أو بعده، ثم رده لحديث الباب'' فنلتمس للشيخ العذر ، ونُحسِن به الظن بأنه لم يقف على كلام الدار قطني فيه، ففي ''سؤالات أبي عبد الرحمٰن السلمي للدارقطني'' قال : وقال : عارم أبو النعمان ثقة، وتغير بآخره وما ظهر عنه بعد اختلاطه حديث منكر. اهـ. ولذلك تعقّب الذهبي في الميزان ابن حبان لقوله: ''اختلط في آخر عمره، وتغير حتى كان لا يدري ما يحدث به، فوقع في حديثه المناكير الكثيرة، فيجب التنكب عن حديثه فيما رواه المتأخرون، فإذا لم يعلم هذا من هذا ترك الكل، ولا يحتج بشيء منها.

قال الذهبي متعقباً:

فهذا قول حافظ العصر - يعني الدارقطني - الذي لم يأت بعد النسائي مثله، فأين هذا القولُ من قول ابن حبان الخساف المتهور، ولم يقدر ابن حبان أن يسوق له حديثا منكرا، فأين ما زعم؟!، بل من مفرداته : عن حماد، عن حميد، عن أنس مرفوعا: اتقوا النار ولو بشق تمرة، وقد كان حدث به قبل عن حماد، عن حميد، عن الحسن مرسلا، وهو أصح لأن عفان وغيره رووه عن حماد. اهـ.

قلت: ومن المعلوم أن وجود الأفراد في الثقة لا تخرجه عن هذا الوصف ولا تقدح فيه.

وقال الذهبي في السير بعد أن أورد كلام أبي داود ''أنه اختلط'' قال : فرج عنا الدارقطني في شأن عارم فقال: تغير بآخره، وما ظهر له بعد اختلاطه حديثٌ منكر، وهو ثقة، فانظر إلى قول أمير المؤمنين في الحديث أبي الحسن، فأين هذا من قول ذاك الخساف المتفاصح أبي حاتم ابن حبان في عارم . . . ثم قال :فأين ما زعمت من المناكير الكثيرة؟ ! فلم يذكر منها حديثا. آهـ.

وأما قول الشيخ الألباني: ''ولا يدرى سمع منه الدارمي قبل الاختلاط أو بعده''، يلزمه أن يضعف روايات البخاري في الصحيح، لأن البخاري ليس بأقدم سماعاً من الدارمي - الذي هو في عداد شيوخه - من أبي النعمان.

قوله : ''ثنا سعيد بن زيد'':

هو ابن درهم الأزدي، الجهضمي أخو حماد بن زيد، ممن اختلف فيه، فوثقه ابن معين، وقال الإمام أحمد: ليس به بأس، وقال أبو حاتم والنسائي: ليس بالقوي، لكنه صالح الحديث.

قلت: لكنه مع هذا صالح الحديث إن شاء الله فقد استشهد به البخاري في صحيحه ، وقال

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com


ابن عدي الذي سبر حديثه : له غير ما ذكرت أحاديث حسان ، وليس له متن منكر لا يأتي به غيره، وهو عندي في جملة من ينسب إلى الصدق .اهـ. وأما قول الشيخ الألباني في أحكام التوسل : فيه ضعف، فإنما قصد أنه لا ينزل حديثه عن رتبة الحسن، لأنه قال في الإرواء [٥/ ٣٣٨]: وفي سعيد بن زيد - أخو حماد - كلام لا ينزل به حديثه عن رتبة الحسن إن شاء الله . اهـ، وقد صحح حديثه الحافظ الذهبي في السير [١٠/ ٢٦٩] عقب إيراده حديث عارم، عنه، وهو حديث أبي سعيد الخدري مرفوعا: نهى أن يشرب الرجل وهو قائم، وأن يلتقم فم السقاء فيشرب منه، وجوَّدَ إسناده ابنُ القيم في الفروسية [/ ٢٠]، وتقدم أن الحافظ لم يضعفه في تقريبه، بل قال :صدوق له أوهام، وقد قال هذه العبارة في غير واحد من رجال الصحيحين.

قوله» :''ثنا عمرو بن مالك النكري'':

هو بضم النون المشدّدة، كنيته أبو يحيى، ويقال : أبو مالك البصري، ذكره ابن حبان في الثقات وقال : يعتبر حديثه من غير رواية ابنه عنه وحديث الباب بحمد الله من غير رواية ابنه عنه، ووثقه الذهبي في الميزان، وقال ابن حجر : صدوق له أوهام، ولو قال: صدوق يجتنب من حديثه ما كان من رواية ابنه عنه لكان أولى لقول ابن حبان المتقدم، أما قول الشيخ الألباني في تمام المنة [/ ١٣٨] بعد نقل كلام ابن حبان: وكل هذا يفيد أنه لا يحتج بما انفرد به ، فمعارض بقوله في الإرواء [٥/ ٦٠٨]: وعمرو بن مالك النكري وهو ثقة.

***اس سے معلوم ہوا کہ البانی ایک ہی راوی کی توثیق اور تضعیف دونوں کرتے ہیں۔ راوی کی حدیث اگر البانی کے مذہب کے موافق ہے تو توثیق کی اور اگر مخالف ہے تو کسی نہ کسی حیلے سے تضعیف کردی۔ یہ ہے پیشوائے وہابیہ کی شانِ جرح وتعدیل۔***

قوله : ''ثنا أبو الجوزاء أوس بن عبد الله'':

الربعي، البصري أحد فقهاء التابعين والعلماء العاملين، ممن خرج على الحجاج لتأخيره الصلاة، يقال: إنه قتل بالجماجم، وثقة أبو حاتم، وأبو زرعة، والعجلي، والجمهور، وحديثه في الكتب الستة، قال الحافظ في التقريب: ثقة يرسل كثيراً.

قلت: حديثه هنا متصل، وما كان عن عمر، وعلي رضي الله عنهما فهو مرسل كما بينه ابن أبي حاتم، عن أبي زرعة.

(فتح المنان شرح كتاب الدارمي، المسمى بـ : المسند الجامع ، ج:١،ص: ٥٦٠، ٥٦١، ٥٦٢، باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم بعد موته، دار البشائر الإسلامية، بيروت.)

وحديث الباب إسناده صالح لما تقدم - بِغَضِّ النظرِ عن كونه يؤيد مذهبا معيناً - وذلك لأني لم أر أحداً ضعفه بحجة، وقد نقل الشيخ الألباني عن الشيخ ابن تيمية في الرد على البكري، قوله: ''ليس بصحيح، ولا يثبت إسناده ، وأنه كذب'' وأنا ممن يحسن الظن بالشيخ الألباني، فأقول: لعله لم يدر أن الشيخ ابن تيمية لم يتكلم على رجال الدارمي ولا تطرق إليهم، بل ولا وقف عليه الشيخ من حديث الدارمي فإنه قال في أول كتابه (ص/ ٢٧): «وأما ما ذكره من أن أهل المدينة شكوا إلى عائشة... '' الحديث قال: ذكر هذا فيما أظن محمد بن الحسن بن زبالة فيما صنفه في أخبار المدينة،

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



(۶) عَنْ مَالِكِنِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ''يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا''، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مَسْقِيُّونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ، لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ.[1]

**ترجمہ:** مالک الدار- جو حضرت عمر کی جانب سے غلّے کے خازن تھے- روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگوں پر قحط سالی آئی، تو ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر آیا اور عرض کی: **یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے، کیوں کہ آپ کی امت ہلاکت کے قریب ہے،** تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے، پھر اس سے کہا گیا: عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے سلام کہو، اور انھیں خبر دو کہ تم پر بارش رحمت نازل ہوگی، اور یہ بھی کہو: سمجھ داری کو لازم پکڑو، سمجھ داری کو لازم پکڑو، وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انھیں اس کی خبر دی۔ تو حضرت عمر رو پڑے پھر کہا: اے میرے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس میں جس سے میں عاجز ہوں۔

یہ حدیث صحیح ہے اور جن صاحب نے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا خواب میں دیدار کیا ہے وہ صحابی رسول بلال بن حارث مزنی ہیں، چناں چہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

وروى ابنُ أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي صالح السّمان عن مالك الدار. وكان خازن عمر ..... وقد روى سيف في الفتوح: أن الذي رأى

---

وجوابه من وجهين: أحدهما أن هذا محمد بن زبالة ضعيف لا يحتج به، ثم بعد ذلك أبطل الحديث ولم يثبته في [ص/ ٦٧] لكون محمد بن الحسن بن زبالة في إسناده، فأما لو كان الشيخ تطرق إلى رجال الدارمي، لكان في المسألة كلام آخر، نعم وقد ذكر حديث الباب الحافظ أبو الفرج بن الجوزي في كتابه ''الوفا'' باب: في الاستسقاء بقبره ﷺ، ولم يعلق عليه بشيء وهو الذي تعرف في هذا الفن، والمتشدد في الرواة، ومع ذلك لم يضعفه ولا أدخله موضوعاته.

(فتح المنان شرح كتاب الدارمي، المسمى بـ: المسند الجامع، ج:١، ص: ٥٦٤، دار البشائر الإسلامية، بيروت.) ١٢ منه

(١) مصنَّف ابن أبي شيبة، ج: ١٢، ص: ٣١، ٣٢، كتاب المناقب/ ما ذكر في فضل عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، الدار السلفية.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



في المنام المذكور هو بلالُ بن الحارث المزني أحد الصحابة. (۱)

**ترجمہ:** امام ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث بہ اسناد صحیح ابو صالح سمان سے اور انھوں نے حضرت عمر کے خازن مالک دار سے روایت کی... اور محدث سیف نے "الفتوح" میں روایت کیا کہ خواب میں جس خوش نصیب کو حضور کی زیارت ہوئی تھی وہ آپ کے صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی تھے۔

اس حدیث سے عیاں ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے وصال کے بعد خلافت فاروقی میں ایک صحابی (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ، اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے"۔

اس سے دو باتوں کا ثبوت فراہم ہوا:

☆ سرکار کے وصال کے بعد آپ کو یا رسول اللہ کہہ کر ندا و التجا۔

☆ بارگاہ الٰہی میں دعا کے لیے آپ سے توسّل۔

روضہ انور پر حاضر ہو کر یہ عرض کرنا کہ:

"یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیے۔" یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرانے کے لیے آپ کو وسیلہ بنانا ہے تو یہ بھی ذات نبی سے توسّل ہے۔

فرقہ وہابیہ کے محدث کبیر، شیخ البانی نے اس حدیث پر کئی طرح سے کلام کر کے اسے ساقط الحجت قرار دیا ہے حالاں کہ یہ حدیث واقع میں صحیح اور قابل حجت ہے۔ مسند جامع (مسند دارمی) کے شارح ابو عاصم نبیل بن ہاشم عمری (ولادت: ۱۳۸۰ھ) نے شیخ البانی کے کلام کا جائزہ لے کر حدیث کی صحت پر مناسب گفتگو کی ہے۔ ہم وہ پوری گفتگو یہاں نقل کرتے ہیں، ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔ (۲)

---

(۱) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ج:۲، ص: ٤٩٥، کتاب الاستسقاء، المکتبة السلفية.

(۲) وهذا الحديث أبطله الشيخ الألباني لأسباب، منها: أن مالك الدار غيرُ معروف العدالة والضبط، ومنها: أن ابن أبي حاتم لما ذكره لم يحك فيه توثيقا، ولم يذكر له راوياً غير أبي صالح، ومنها: أن قول الحافظ في الفتح ليس نصاً في تصحيح جميع السند، بل من أبي صالح فقط، ولولا ذلك لما ابتدأ هو الإسناد من عند أبي صالح، ولقال رأساً: عن مالك الدار، قال: ولكنه -أي الحافظ- تعمّد ذلك ليلفت النظر إلى أن ههنا شيئا ينبغي النظر فيه.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



والعلماءُ إنما يفعلون ذلك لأسباب، منها أنهم قد لا يحضرهم ترجمة بعض الرواة، فلايستجيزون لأنفسهم حذف السند كله، لما فيه من إيهام صحته لا سيما عند الاستدلال به، بل يوردون منه ما فيه موضع للنظر فيه، وهذا هو الذي صنعه الحافظُ رحمه الله . اهـ . كلام الشيخ الألباني، والذي قاله مجرد احتمال قدح به في أمانة الحافظ.

فأقول: قوله: ''إن مالك الدار غير معروف العدالة'' فيه نظر، ● فقد ذكره ابن سعد في طبقاته، واسمه مالك بن عياض الدار مولى عمر فقال: انتموا إلى جبلان من حمير ، روى عن أبي بكر الصديق وعمر رحمهما الله ، روى عنه أبو صالح السمان، وكان معروفاً. اهـ. ● وذكره ابن حبان في ثقاته وقال نحو ما قال ابن سعد، ● وذكره خليفةُ ابن خياط في الطبقات في حلفاء بني عدي بن كعب بن لؤي .

وأما قوله:''إن ابن أبي حاتم لما ذكر . . .'' الخ كأن الشيخ لم يدر أن البخاري أيضا ذكره في تاريخه، وأورد أثره، وسكت عنه هو وابن أبي حاتم وهذا توثيق منهما كما مشى عليه الحافظ في ''تعجيل المنفعة'' ومشى عليه الشيخ أيضا في ''الإرواء'' وغيره من كتبه.

وأما قوله : «إن تصحيح الحافظ له ليس نصاً في تصحيح جميع السند، وربما لم يحضره رجال جميع السند . . .'' فأقول: أهل العلم لا يعدون هذا الرد من الحجة في شيء، والمشهور عنهم : أن من حفظ حجةٌ على من لم يحفظ، والذي يقنع في هذا هو الواقع لأنه الحجة ، فإن كان ما ذكره الحافظ لا يوافق الواقع تركنا قوله لمخالفته، وقد بحثنا فوجدنا ابن أبي شيبة قد قال في ''المصنف'' [۱۲ / ۳۱، ۳۲] كتاب الفضائل، باب فضائل أبي بكر الصديق: حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن مالك الدار - وكان خازن عمر على الطعام ...'' الحديث، فهذا إسناد على شرط الصحيح غير ''مالك الدار'' وفيه الكلام المتقدم، ومما يدل على صحة الحديث وأنه غير ضعيف قول الإمام البخاري في تاريخه: مالك بن عياض الدار أن عمر قال في قحط: يا رب لا آلوا إلا ما عجزت عنه، قاله علي، عن محمد بن خازم، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن مالك الدار، وسكت عنه ، فلو كان ضعيفا لقال : ولا يصح، أو لعلق عليه بشيء كعادته في ذلك كما علق على حديث أسماء بن الحكم الفزاري لما روى عن علي بن أبي طالب: ''كنت إذا سمعت من رسول الله ﷺ حديثا نفعني به ...'' قال : لم يرو عنه إلا هذا الحديث، وحديث آخر لم يتابع عليه، وقد روى أصحاب النبي بعضهم عن بعض ولم يحلف بعضهم بعضا. اهـ. ومثل هذا في تاريخه كثير، فلما رأينا البخاري سكت عن حديث مالك الدار بعد إيراده له في تاريخه عرفنا أنه صحيح عنده، والله أعلم.

(فتح المنان شرح كتاب الدارمي، المسمى بـ : المسند الجامع لأبي محمد عبد اله بن عبد الرحمن، ج:۱،ص: ۵۶۵، ۵۶۶، باب ما أكرم الله تعالى نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم بعد موته، دار البشائر الإسلامية، بيروت.)

اس گفتگو سے یہ امر منقح ہو کر سامنے آجاتا ہے کہ زیر بحث حدیث کے راوی ''مالک دار'' کا نام مالک بن عیاض دار ہے، آپ معروف العدالہ ہیں، امام ابن سعد اور خلیفہ بن خیاط نے ان کا تذکرہ اپنے طبقات میں اور امام ابن حبان نے ثقات میں کیا ہے۔

یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''التاریخ الکبیر'' میں ان کا ذکر بھی کیا ہے اور ان کا اثر بھی روایت کیا ہے اور ان کی جرح سے سکوت اختیار کر کے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ الغرض یہ حدیث صحیح و قابل حجت ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



⑦ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ : اسْتَسْقَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَامَ الرَّمَادَةِ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ هَذَا عَمُّ نَبِيِّكَ الْعَبَّاسُ ، نَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِهِ فَاسْقِنَا ، فَمَا بَرِحُوا حَتَّى سَقَاهُمُ اللَّهُ ، قَالَ : فَخَطَبَ عُمَرُ النَّاسَ، فَقَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَى لِلْعَبَّاسِ مَا يَرَى الْوَلَدُ لِوَالِدِهِ، يُعَظِّمُهُ، وَيُفَخِّمُهُ ، وَيَبَرُّ قَسَمَهُ فَاقْتَدُوا أَيُّهَا النَّاسُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمِّهِ الْعَبَّاسِ ، وَاتَّخِذُوهُ وَسِيلَةً إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيمَا نَزَلَ بِكُمْ.(۱)

**ترجمہ:** زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رمادہ والے سال (جب زمین تپش سے جل کر راکھ کی طرح ہوگئی تھی) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لیے دعا کی، الفاظ یہ تھے:

"اے اللہ یہ تیرے نبی کے چچا عباس ہیں ہم ان کے وسیلے سے تیری طرف توجہ کرتے ہیں تو ہم پر بارش برسادے۔"

وہ لوگ ابھی وہاں سے ہٹے بھی نہیں تھے کہ اللہ نے بارش رحمت برسادی۔

ابن عمر کا بیان ہے کہ پھر حضرت عمر نے لوگوں کو یہ خطبہ دیا:

اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عباس کو اسی طرح قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جیسے اولاد اپنے والد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، آپ حضرت عباس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور ان کی قسم پوری کرتے تھے تو اے لوگو! حضور کے چچا عباس کی تعظیم و تکریم میں حضور کی اقتدا کرو اور ان کو اللہ کی بارگاہ میں اپنے مصائب میں وسیلہ بناؤ۔"

اس حدیث کے الفاظ:

- اسْتَسْقَى عُمَرُ بِالْعَبَّاسِ. (عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کی دعا کی۔)
- نَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِهِ. (ہم عباس کے وسیلے سے تیری طرف توجہ کرتے ہیں۔)
- وَاتَّخِذُوهُ وَسِيلَةً إِلَى اللهِ. (عباس کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ۔)

ولی اللہ کی ذات شریف سے توسل کی واضح دلیل ہیں۔

(۱) اَلمستدرك على الصحيحين، ج:۳، ص: ۳۳٤، كتاب معرفة الصحابة/ باب استسقى عمر عام الرمادة بالعباس رضى الله تعالى عنه، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

وصحّ نحوه من حديثِ أنسٍ فأمّا داؤد فمتروكٌ.(۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی داؤد متروک ہیں اور حدیث انس اس کے ہم معنی ہے جو صحیح ہے۔

ہم نے یہ حدیث یہاں تایید کے طور پر پیش کی ہے۔

⑧ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ -صلّى الله عليه وسلّم- فَبَيْنَا النَّبِيُّ -صلّى الله عليه وسلّم- يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله ''هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا''، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ -صلّى الله عليه وسلّم- فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الأُخْرَى. وَقَامَ ذٰلِكَ الأَعْرَابِيُّ، أَوْ قَالَ: غَيْرُهُ — فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله: تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا ، وَلاَ عَلَيْنَا. فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلاَّ انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي ''قَنَاةُ'' شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلاَّ حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.(۲)

**ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں لوگوں پر قحط پڑا تو جمعہ کے دن جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کی: **یارسول اللہ!** مال تلف ہو گیا اور بچے فاقہ کر رہے ہیں تو آپ ہمارے لیے اللہ سے (بارش کی) دعا کیجیے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اس وقت آسمان میں ایک ٹکڑا بھی بادل کا نظر نہ آتا تھا، مگر قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو سمیٹنے بھی نہ پائے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح چھا گیا، اور ابھی آپ اپنے منبر پر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے بارش کا پانی آپ کی داڑھی مبارک پر ٹپکتے ہوئے دیکھا۔ یہ بارش دن بھر ہوتی رہی، پھر دوسرے، تیسرے اور

---

(۱) تلخيص المستدرك للإمام الذهبي،ج:۳،ص: ۳۳٤،دائرة المعارف، حيدر آباد.

(۲) صحيح البخاري ، ج: ۱، ص: ۱۲۷، كتاب الجمعة/ باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، مجلس البركات.

✿ الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۲۹٤، كتاب صلاة الاستسقاء، مجلس البركات.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRE-RAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



چوتھے دن جاری رہی، یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک برستی رہی۔

تو وہی اعرابي یا (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا کہ (کوئی) دوسرا (آدمی خطبہ کے وقت) پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی: **یا رسول اللہ!** (بارش کی کثرت سے) مکان گر گئے اور مال ڈوب گئے، حضور آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور عرض کی:

”اے اللہ! ہمارے آس پاس مینہ برسا اور ہم پر نہ برسا“

پھر حضور ﷺ بادل کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ کرتے وہ ہٹ جاتا اور پورا مدینہ (بادل سے صاف ہو کر) مثل حوض کے ہو گیا اور ”قناۃ“ نامی نالہ ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو شخص بھی کسی طرف سے آتا وہ موسلا دھار بارش کی خبر دیتا۔

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ ایک اعرابی صحابي نے دو بار حضور جانِ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ کرتے ہوئے عرض کیا:

”یَا رَسُوْلَ الله، مال تباہ ہو گیا۔ یَا رَسُوْلَ الله، گھر منہدم ہو گئے، آپ ہمارے لیے دعا فرمائیے۔“

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یَا رَسُوْلَ الله! کہنا اور آپ کی ذات کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز ہے۔ دعا تو وہ صحابي بھی کر سکتے تھے مگر حضور کے پاس گئے تاکہ آپ کی ذاتِ شریف کو بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لیے وسیلہ بنائیں۔

یہاں وسیلہ ذاتِ رسالت کو ہی بنایا گیا ہے اور دعا کی درخواست بھی حضور سے ہی کی گئی ہے۔ اگر یہ امور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعدِ وصال شرک ہوتے تو سرکار اقدس ﷺ اس سے اپنی حیات ظاہری میں ہی فوراً منع فرما دیتے کہ جو چیز شرک ہوتی ہے وہ کبھی معاف نہیں ہوتی، نہ حیات میں، نہ بعد وفات۔ اس لیے یہاں حیات ظاہری کے ساتھ جواز کو خاص کرنا بے معنی ہے۔ قرآن حکیم میں مطلقاً فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ[1]

اللہ شرک کو نہیں بخشتا اور اس سے چھوٹے گناہوں کو جس کے لیے چاہے بخش دیتا ہے۔

(۱) القرآن الحکیم، سورة النساء: ٤، الآیة: ٤٨.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



## احادیث سے ندا کا ثبوت:

حضور سید عالم ﷺ کو آپ کی حیات ظاہری میں یا رسولَ اللّٰہ یا اس کے ہم معنی لفظ سے پکارنے کے شواہد صحیحین میں بے شمار ہیں اور آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کو پکارنے کے شواہد صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں بہت ہیں، ہم یہاں چند کا انتخاب پیش کرتے ہیں:

(۹) عَنْ عَبْدِ اللهِ ابنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلاَةِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ -صلّى الله تعالى عليه وسلّم-: السَّلاَمُ عَلَى اللهِ، السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ. فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ -صلَى الله تعالى عليه وسلم- ذَاتَ يَوْمٍ: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلاَمُ. فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَقُلْ:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ''السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ''

السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ.

فَإِذَا قَالَهَا: أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ.

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ."(۱)

**ترجمہ:** حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھتے تو کہتے: "السَّلاَمُ عَلَى اللهِ، السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ" اللہ پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو۔ تو ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اللہ تو خود سلام ہے، جب تم میں سے کوئی نماز کے "قعدہ" میں بیٹھے تو کہے:

| | |
|---|---|
| التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ | اللہ کے لیے ساری تحیات، نمازیں اور |
| "السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ | پاکیزہ کلمے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو، |
| اللهِ وَبَرَكَاتُهُ". السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى | اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم |
| عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ. | پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ |

نمازی جب یہ کلمہ (السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ.) کہے گا تو زمین و آسمان کے ہر صالح بندے کو سلام پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد یہ پڑھے)

---

(۱) ❀ الصحيح لمسلم، ج:۱، ص: ۱۷۳، كتاب الصلاة/ باب التشهد في الصلاة. مجلس البركات.
❀ صحيح البخاري، ج:۱، ص: ۱۱۵، كتاب الاذان/ باب التشهد في الصلاة، مجلس البركات.
❀ سنن أبي داؤد، ص: ۱۳۹، كتاب الصلاة/ باب التشهد.



MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلّا اللّٰه وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر جو دعا چاہے اختیار کرے۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کی ہے، اور دوسری کتب صحاح میں بھی محدثین نے اس کی تخریج فرمائی ہے۔ اور اس پر چاروں ائمۂ مذاہب اور ان کے مقلدین، نیز سلف و خلف کا عمل رہا ہے۔ ارشاد نبوی کے مطابق یہ تشہّد خاص نماز ہی میں پڑھا جاتا ہے، جس میں حضور سید الانبیا ﷺ کی بارگاہ میں سلام بھیجنے کے یہ کلمات وارد ہیں: السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰه وَبَرَكَاتُهُ. سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

پھر یہ تشہد پڑھنے کا حکم حضور اقدس ﷺ کی حیات ظاہری میں بھی تھا اور آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اس لیے اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو "أَيُّهَا النَّبِيُّ" اور "يا نبي" کہہ کر پکارنا مطلقاً جائز ہے۔ نماز میں بھی اور نماز سے باہر بھی، آپ کی حیاتِ ظاہری میں بھی، اور بعد میں بھی۔

یہیں سے "يا رسولَ الله" اور "يا نبيَّ الله" کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ ندا شرک ہوتی تو حضور اقدس ﷺ ہرگز ہرگز اس کی تعلیم نہ دیتے، نہ امت اس پر عمل پیرا ہوتی۔ مگر افسوس ہے کہ وہابی اس کو شرک قرار دیتے ہیں جو یقیناً صحیحین سے کھلا ہوا انحراف ہے۔

(۱۰) عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ، -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- زَوْجَ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلّمَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُوبَكْرٍ -رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ- عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ "بِالسُّنْحِ" حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صلّى الله عليه وسلّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لاَ يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.[1]

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۱، ص: ۱۲۷، كتاب الجمعة/ باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة، مجلس البركات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



**ترجمہ:** ابن شہاب زہری سے روایت ہے، انھوں نے کہا: مجھے ابو سلمہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ زوجۂ نبی کریم ﷺ نے انھیں بتایا، کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضور سید عالم ﷺ کے وصال کے بعد) اپنی جائے سکونت مقامِ "سنح" سے گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے، یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے تو مسجد میں داخل ہوئے، کسی سے گفتگو نہ کی، اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے، پھر نبی ﷺ کی زیارت کے قصد سے حاضرِ بارگاہ ہوئے۔ آپ کو یمنی چادر اوڑھائی گئی تھی، آپ کے چہرے سے چادر اٹھائی پھر آپ پر جھکے اور آپ کے چہرے کو بوسہ دیا پھر روئے اور عرض کیا: **اے اللہ کے نبی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔** اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں کرے گا، جو موت آپ کے لیے مقدر تھی وہ آچکی۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رحمت عالم ﷺ کے وصال اقدس کے بعد "یا نبیَّ اللہ کہ کر آپ کو خطاب کیا جس سے بعد وصال "یا رسولَ اللہ، یا نبیَّ اللہ" کہنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

اور یہ کہنا کہ "قریب سے پکارنا جائز ہے اور بعید سے پکارنا شرک ہے" محض بیجا بات ہے "شرک" کبھی اور کسی حال میں معاف و مباح نہیں ہے اس لیے قریب و بعید دور و نزدیک سب کا حکم یکساں ہوگا۔ قریب سے پکارنا شرک نہیں تو دور سے پکارنا بھی شرک نہ ہوگا۔

## رجالِ غیب سے استمداد و ندا:

رجالِ غیب نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں مگر اللہ کے اذن سے وہ پکارنے والوں کی پکار سنتے اور ان کی مدد کرتے ہیں احادیث نبویہ سے اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، ہم یہاں اپنے سنی بھائیوں کے لیے دو حدیثیں نقل کرتے ہیں:

(۱) عَنْ عَبْدِ اللهِ بن مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللهِ، احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ للهِ فِي الأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ.(۱)

**ترجمہ:** حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

---

(۱) ❀ المعجم الكبير للطبراني، ج:۱۰، ص:۲۶۷، رقم الحديث: ۱۰۵۱۸، قاهره

❀ مسند أبي يعلى، ج:۹، ص:۱۷۷، رقم حديث: ۵۲۶۹، دار المامون للتراث، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com



فرمایا: صحرا میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے تو وہ پکارے: اے اللہ کے بندو! اسے میرے لیے روکو۔ اے اللہ کے بندو! اسے میرے لیے روکو۔ کیوں کہ زمین میں اللہ کا کوئی بندہ حاضر ہوتا ہے، جو اُسے تمھارے لیے جلد روک لے گا۔

(۱۲) عَنْ عُتْبَةَ بن غَزْوَانَ، عَنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ، وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ.(۱)

**ترجمہ:** حضرت عتبہ بن غزوان نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز کھو جائے، یا وہ کوئی مدد چاہے اور وہ ایسی سرزمین میں ہو جہاں کوئی انیس وغم خوار نہ ہو تو وہ یوں پکارے: ”اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو“ کیوں کہ (وہاں) اللہ کے کچھ ایسے بندے (موجود ہوتے) ہیں جنھیں ہم نہیں دیکھ پاتے۔ (عتبہ کہتے ہیں کہ) اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔

ان احادیث کریمہ سے یہ امور واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں:

☆ انبیاے کرام اور صالحین عظام کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز ہے، خواہ اپنی دعا میں انھیں وسیلہ بنایا جائے یا ان کو وسیلہ بنا کر ان سے دعا کرائی جائے۔

☆ اللہ کے رسول ﷺ کو دور ونزدیک سے، حیات ظاہری میں اور وصال کے بعد یا رسولَ اللہ کہنا یا اس کے ہم معنی لفظ سے پکارنا جائز ہے۔

☆ یہ برابر سلف وخلف کا معمول رہا ہے آج بھی ہے اور آیندہ بھی رہے گا۔

☆ اولیاء اللہ کو غائبانہ پکارنا جائز ہے اور ان سے استغاثہ بھی شرعاً مندوب ہے۔

الغرض ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ اہل سنت وجماعت ”توسُّل اور نداے یا رسول اللہ“ کے جواز کا موقف اختیار کر کے منہاج شریعت سے ذرہ برابر بھی منحرف نہیں ہوئے، بلکہ وہی پورے طور پر منہاج شریعت پر قائم ہیں۔ اور جو لوگ ”توسُّل اور نداے یا رسول اللہ“ کو ناجائز اور شرک بتاتے ہیں وہ یقیناً منہاج شریعت سے منحرف ہو چکے ہیں۔ وہابی غیر مقلدین کا یہی حال ہے۔

---

(۱) المعجم الكبير للطبراني، ج: ۷، ص: ۴۸، رقم الحديث: ۱۳۷۳۷، دارُ الكتب العلمية، بيروت.

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar